خالد علی خان
اسکالر پی ایچ۔ڈی اردو، لاہور گیریژن یونیورسٹی، لاہور

اردو ادبی تاریخ کے نظریات

Khalid Ali Khan
Scholar Ph.D Urdu, Lahore Garrison University, Lahore.

Theories of Urdu Literary History

Literary history of any nation is influenced by its literary tendencies, linguistic attitudes and thoughts, because literature is born of political, social, moral, religious, historical, linguistic, civilization and culture. Literary texts also help in the ideological formation of literary history. Literary criticism has played a pivotal role in interpreting, understanding and determining the status of literary texts. Thus, the theoretical construction of literature in literature has been the function of literary criticism. The theories of Urdu literary history that have been created have been taken in the light of the intellectual and ideological views of literary historians and the researcher and critical analysis and commentaries of critics. At the same time, new concepts have emerged. Under these modern concepts, literature is not just a field study, but a literary creation and the social sciences of the creator's era, including political, socio-economic, cultural, psychological, moral and religious sciences and arts. An interpretation of these collections of histories based on the interactions of thoughts, feelings and emotions that take place in human life under the influence of Contains behavioral studies. Urdu literary history has different views in its footsteps, various theories and ideas about literary history have been expressed.

Keywords: *Literary history, literary texts, ideological criticism, pivotal role, interpreting, theoretical, modern concept, psychological, moral religious, interactions, footsteps.*

بیسویں صدی ادب، فلسفہ، نفسیات اور دیگر سماجی علوم میں بنیادی تبدیلیوں کا باعث بنی۔ اس صدی میں قدیم علوم و فنون پر حاوی نظریات و خیالات پر ضرب لگی۔ نظریاتی اور فکری افکار کو یکسر تبدیل کر دیا۔ جدید

تحقیق و تنقید نے ادب میں تنقیدی دبستان پیدا کیے جس سے ادب میں نئے تصورات پیدا ہوئے اور پرانے خیالات متروک ہوئے۔ ادب کے اسی تنقیدی دبستان کے پیش نظر ادبی تاریخ میں بھی نئے اور جدید تصورات ابھرے۔ ان جدید تصورات کے تحت ادب محض شعبہ جاتی مطالعہ کا نام نہیں بلکہ ادبی تخلیق اور تخلیق کار کے دور اور عہد کے سماجی علوم جن میں سیاسی، سماجی، اقتصادی، تہذیبی، تمدنی، ثقافتی، نفسیاتی اور مذہبی علوم و فنون کی روشنی میں تجزیہ و تبصرہ شامل ہے۔اس لیے ادبی تاریخ ادبی اور سماجی علوم کے مابین مطالعاتی غورو فکر اور تنقیدی افکار و نظریات کے مجموعے کا نام ہے، ادبی مورخ کی فکر و نظر اور بصیرت عام مورخ سے یکسر مختلف ہونی چاہیے، کیوں کہ ادبی مورخ ادبی جھروکوں کے ذریعہ کسی ملک و قوم اور ملت کی تہذیبی و تمدنی، ثقافتی، مذہبی، اخلاقی، سیاسی، سماجی اور اقتصادی حالات و واقعات کا احاطہ کرتا ہے۔ سماجی علوم سے منسلک ادبی تاریخ کی توجیہہ ادبی تاریخ کو جدید تصورات اور خیالات کی حامل بناتی ہے۔

ادبی تاریخ پر ادبی مورخ کے نظری، سیاسی اور تاریخی افکار و نظریات کے اثرات نمایاں ہوتے ہیں۔ متعدد ادبی مؤرخین کی ادبی تواریخ ان کے خیالات و نظریات کی عکاسی کرتی نظر آتی ہے، اس لیے ادبی مورخ کا وژن معتدل اور بصیرت روشن ہونی چاہیے۔ معتدل وژن اور روشن بصیرت ماضی کے جھروکوں کو واضح اور نمایاں انداز میں پیش کرتی ہے۔ ادبی مؤرخ ادبی حقائق اور واقعات سے ماضی کے ادوار زندہ کرتا ہے۔ جس میں گزرے حالات و واقعات کی مکمل زندگی نظر آتی ہے۔ ادب کی تاریخ لکھنا ایک جامع اور متنوع محرکات ادب کی تفہیم کے ساتھ ایک انتہائی ذمہ داری کا کام ہے۔ ادبی تاریخ کسی قوم کی اجتماعی اور مختلف افراد کی نفسیاتی روح کی بازیافت کا نام ہے جو عام تاریخ کے مقابلے میں انتہائی پیچیدہ اور غور و فکر کی ادراکی کاوشوں سے لبریز ہے۔ ادبی مؤرخ کا تحقیقی و تنقیدی شعور بیانات میں حزم و احتیاط رکھتے ہوئے ادبی تاریخ کو مفصل اور قابل تحسین بناتا ہے۔

ہر ادبی مؤرخ نے اپنے نقطہ نظر سے ادبی تاریخ کا نظریہ بیان کیا ہے، جس سے ادبی تاریخ کے محدود تناظر میں وسعت پیدا ہوئی۔ ادبی تاریخ کے نظریاتی پہلو مختلف ادوار، رجحانات اور تحریکات کے سبب پیدا ہوئے۔ ادبی رجحانات اور تحریکات، تہذیب و تمدن، ثقافت، عقائد و نظریات کے زیر اثر رہے۔ کسی بھی عہد کے ادبی متون بھی ادبی تاریخ کی نظریاتی تشکیل میں معاون اور مددگار ثابت ہوئے ہیں۔ ادبی متون کے مختلف رجحانات اپنے اپنے عہد کی سیاسی، سماجی، مذہبی اور ثقافتی احوال و آثار سے وقوع پذیر ہوتے ہیں۔ اہل فکر و نظر کے نزدیک ایک نکتہ نظر یہ بھی ہے کہ ادبی متون ادبی تاریخ میں نظریاتی تشکیل نہیں کرتے۔ نظریاتی تشکیل تو تنقید کا منصب ہے، تنقید ہی متون کی تفہیم کرتی ہے ، جس سے ادبی تاریخ میں نظریہ سازی رونما ہوتی ہے۔ ادبی تاریخ کے نظریات ادبی مورخین کے فکر و خیالات اور اہل نقد کے تجزیوں اور تبصروں سے سے اخذ کئے جاسکتے ہیں۔

اردو تذکروں کی نقطہ عروج اور ادبی تاریخوں کی ابتدائی شکل "آب حیات" کو حاصل ہے۔ محمد حسین آزاد نے آب حیات کے دیباچے میں ادبی تاریخ کے تصور کو اس طرح بیان کیا ہے کہ "اس طرح لکھو کہ ان کی زندگی کی بولتی چالتی تصویریں سامنے آکھڑی ہوں۔"(۱) آزاد کے خیال میں ادبی تاریخ میں شعراء کرام کے احوال اس طرح بیان کیے جائیں کہ قارئین اپنی نظروں سے ماضی کے حالات و واقعات کے ناظرین بن جائیں۔ ادبی تاریخ کا یہ نظریہ سوانح حیات اور منظر نگاری کا تصور پیش کرتا ہے۔ محمد حسین آزاد کے مطابق ادبی تاریخ میں بنیادی طور پر ادبی لوگوں کی زندگی کے احوال و واقعات بیان کئے جائیں۔ شعراء اور ادباء کے جذبات و احساسات کی اس طور عکاسی کی گئی ہو کہ قارئین کے سامنے ان کی زندگی کا تمام منظر نامہ عیاں ہو جائے، گویا ادبی تاریخ شعراء اور نثر نگاروں کی سوانح حیات دکھائی دے۔

رام بابو سکسینہ ادبی تاریخ کا نظریہ ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

> "اردو ادب کی تدریجی ترقی کا خاکہ زمانہ قدیم سے لے کر زمانہ حال تک کے مشہور شعراءاور نثر نگاروں کے مختصر حالات زندگی اور ان کے کلام اور تصانیف پر ایک مختصر تنقید کے کھینچا جائے۔" (۲)

رام بابو سکسینہ کے نزدیک ادبی تاریخ کا تصور اور نظریہ شعراء اور نثر نگاروں کی مختصر حالات زندگی بیان کرنے کے ساتھ ساتھ ان کے فن پاروں اور کلام پر تنقیدی نقطہ نظر سے بحث و تمحیص کی جائے۔ علاوہ ازیں اردو ادب کی ارتقائی ترقی کو بتدریج بیان میں لایا جائے، جو زمانہ قدیم سے زمانہ حال تک کے تمام مراحل پر مشتمل ہو۔ رام بابو سکسینہ کی ادبی تاریخ کا نظریہ مولانا محمد حسین آزاد کے نظریہ کے مقابلے میں قدرے وسعت کا حامل ہے، کیوں کہ رام بابو سکینہ نے اردو ادب کی ترقی کے تسلسل کو بیان میں لانے کے ساتھ ساتھ ادباء کی تخلیقات اور تصانیف کو تنقیدی فہم و بصیرت سے جانچنے اور پرکھنے پر زور دیا ہے۔ سکسینہ کا ادبی نظریہ ہر عہد کے ادب کے مشہور و معروف ادیبوں کے حالات زندگی سوانح حیات کی صورت میں اور ان کے کلام اور تخلیقات پر تنقیدی نقطہ نظر سے تجزیے اور تبصرے کیے جائیں۔ رام بابو کے نزدیک سوانح حیات کے ساتھ ادبی فن پاروں کو تنقیدی پہلو سے جانچنا ہے۔

عبدالقادر سروری نے ادبی تاریخ کے نظریہ کو مزید توسیع دی۔ ان کے خیال میں ادبی تاریخ رقم کرتے ہوئے اس وقت جب ادب تخلیق ہوا تھا، اس عہد اور دور کے سیاسی، معاشرتی اور معاشی حالات و واقعات کا بھی جائزہ لیا جائے، یعنی ادبی شخصیات کے معاصر حالات و واقعات کو ان کی تخلیقات اور فن پاروں سے تطبیق کی جائے اور یہ اندازہ لگایا جائے کہ سیاسی، معاشرتی اور معاشی حالات کس قدر ادب پر اثر انداز ہوتے رہے ہیں اور یہ

معلوم ہوسکے کہ ادبی تخلیقات کے وجود میں آنے کے لئے کون کون سے ادبی محرکات رونما ہوئے تھے۔ عبدالقادر سروری نے اپنا نقطہ نظر یوں بیان کیا ہے:

"آئندہ ادبی تاریخ لکھنے والوں کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ ادبی مظاہر کو سیاسی، معاشی، سماجی اور فنی ماحول میں پیش کرنے کی کوشش کریں۔" (۳)

عبدالقادر کا یہ نظریہ ادبی تاریخ معاصر حالات واقعات جس میں سماجی، سیاسی اور معاشی شعور کی بھی نشاندہی کی گئی ہو۔

علی جواد زیدی نے بھی کچھ ایسے ہی فکر و نظر کا اظہار کیا ہے:

"مختلف سماجی اداروں، سیاسی تحریکوں اور ثقافتی تنظیموں اور جمالیاتی اور ادبی و علمی قدروں کا تفصیلی جائزہ لینے کی ضرورت ہے۔" (۴)

علی جواد زیدی کے نزدیک ادبی تاریخ لکھتے ہوئے ادبی مؤرخ کو سیاسی، سماجی اور ثقافتی اداروں، تنظیموں اور تحریکوں کا جائزہ لیا جائے کہ کس طرح سے یہ سیاسی ادارے، سماجی تنظیمیں اور ثقافتی ادارے ادب پر اثر انداز ہوتے رہے ہیں۔ نیز ادب میں علمی، ادبی اور جمالیاتی قدروں کا بھی جائزہ پیش کیا جائے۔ یہ نظریہ بھی سماجی، سیاسی اور ثقافتی عوامل کے مطالعہ کا ہے اور اس کے علاوہ ادب کی علمی اور جمالیاتی قدروں پر تبصرے اور تجزیے شامل ہیں۔ ادبی تاریخ کی سماجی اور نظریاتی تشکیل میں ادب کا تہذیبی، عمرانی اور تاریخی پس منظر میں شاعروں اور ادیبوں کے احوال کو قلم بند کرنا ہے اور تخلیقات کا تجزیہ بھی کرنا ہے۔

ڈاکٹر محمد حسن عسکری کے نظریہ کے مطابق ادبی تاریخ میں تہذیبی آدرش اور مشترک سماجی فکر و نظر کے اہم خیالات کا مطالعہ کیا جائے اور ان اہم خیالات کی ماہیت کو سماجی علوم اور تاریخی پس منظر میں عیاں کیا جائے۔ اس طرح ہر دور اور عہد کے ادبی میلانات اور رجحانات کو بیان میں لایا جاسکتا ہے۔ ادیبوں اور شعراء کرام کی شخصیات اور فن کو تہذیبی حالات و واقعات کے تناظر میں بیان کرنے سے ادب کے عہد آفریں اثرات کی نشاندہی ہو سکتی ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

"ادبی تاریخ کو بیک وقت تہذیبی آدرش اور اہم خیالات کی تاریخ پیش کرنا ہوگی۔ پھر ان خیالات کی کیفیت اور ماہیت کی تلاش میں عمرانی اور تاریخی پس منظر واضح کرنا ہو گا۔ پھر ہر دور کے ادبی میلانات کا جائزہ لینا ہو گا اور ہمارے شعراء اور ادیبوں کی زندگیوں کے حالات اور ان کی شخصیت اور فن کا تجزیہ کرنا ہو گا، جنہوں نے ہمارے ادب پر عہد آفرین اثرات چھوڑے ہیں۔" (۵)

ڈاکٹر عبد القیوم نے ادبی تاریخ کو ذہنی، ادبی، تمدنی اور لسانی مطالعہ کے ساتھ مفید قرار دیا ہے۔ ادب کو ان عوامل کے ساتھ لازم ٹھہرایا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

"تاریخ ادب کا مطالعہ ذہنی، ادبی، تمدنی اور لسانی مطالعہ ہے اس کا مطالعہ مفید ثابت ہو سکتا ہے اور اس کا وسیع تصور اور تہذیبی اہمیت سامنے آسکتی ہے۔"(۶)

ڈاکٹر عبد القیوم نے ادبی تاریخ کی ترتیب و تدوین میں ذہنی، ادبی اور لسانی عوامل کا نظریہ پیش کیا ہے۔ ان کے نزدیک ادب کے وسیع تصور کو تہذیبی، نفسیاتی، لسانی اور ادبی محرکات کے ساتھ سمجھا جائے، اس طرح تاریخ ادب کا مطالعہ مفید اور کارآمد ثابت ہو گا۔ پروفیسر رضی عابدی کا ادبی تاریخ کا نظریہ تحریکوں کے عروج و زوال، عہد بہ عہد سماجی، معاشی، سیاسی اور تہذیبی صورت حال کا ادب پر اثرات کا مطالعہ ہے اور فکری عمل کے ساتھ ادب کے فکری ارتقاء اور تکنیکوں کے مطالعہ کے رجحانات پر ہے۔

رضی عابدی نے ادبی تاریخ کو شعراء اور نثر نگاروں کے ذہنی مزاج کے مطالعہ کے تناظر میں بیان کرنے کی سفارش کی ہے۔ ان کے مطابق ادب میں کسی قوم، ملک اور گروہ کے مجموعی فکر کا تجزیہ کیا گیا ہو۔ علاوہ ازیں ادب میں بیان ہونے والی زبان و بیان کی تکنیکی ساخت اور ہیئت کی جدت طرازیوں کو زیر تحقیق لایا جائے۔ وہ بیان کرتے ہیں:

"ادب کی تاریخ دراصل اس ذہنی مزاج کی تعریف ہوتی ہے، جس کا اظہار کسی زبان کے ادب میں ہوتا ہے۔ اس کے دو پہلو ہیں، ایک اس گروہ یا قوم کا فکری ارتقا جس کا ادب زیر مطالعہ ہے اور دوسرے تکنیکی میدان میں اس کی جدت طرازیاں اور کامیابیاں۔"(۷)

کلیم الدین احمد صدیقی نے ادبی تاریخ سے متعلق تحریر کیا ہے کہ ادب کی ابتداء اور ترقی کے مدارج کو بیان کیا جائے اور ان مدارج کے اسباب کو سیاسی، معاشرتی، تاریخی، اور ادبی تناظر میں دیکھا جائے اور مختلف ادوار کے مختلف شاعروں اور ادیبوں کے درمیان ربط کو اجاگر کیا جائے۔ کلیم الدین صدیقی کے مطابق ادبی تاریخ میں ادب کی ابتداء اور ترقی کے مختلف مدارج کا مکمل احوال ہو۔ ادب کی ابتداء اور ترقی کے اس احوال کے اسباب کو سیاسی، تاریخی، معاشرتی اور ادبی پہلو سے بیان میں لایا جائے۔ جو ادب پر گہرے نقوش چھوڑتے ہیں۔ اس کے علاوہ شاعروں اور نثر نگاروں میں معاشرتی ربط اور تعلقات کو بھی زیر بحث لایا جائے۔ آپ کے مطابق:

"وہی تاریخ کامیاب ہو گی جو اردو ادب کی ابتداء اور ترقی کے مختلف مدارج کو صحیح اور روشن طور پر واضح کر سکے اور اس کی ابتداء اور ترقی کے اسباب، سیاسی، تاریخی، معاشرتی

اور ادبی اسباب تفصیل کے ساتھ بیان کر سکے، جس میں ہر دور کے ان اثرات کا ذکر ہو جو اپنے اپنے نقش قدم چھوڑ گئے ہوں، جس میں مختلف ادوار، مختلف شاعروں اور انشاء پردازوں میں جو ربط ہے اسے اجاگر کیا جائے۔"(۸)

ڈاکٹر جمیل جالبی ادبی تاریخ کے نظریہ کو یوں بیان کرتے ہیں کہ زبان اور زبان بولنے اور لکھنے والوں کی اجتماعی اور تہذیبی روح کو ادبی تاریخ کے عکس میں دیکھ سکتے ہیں۔ ان کے خیال میں ادب میں تمام فکری، تہذیبی، سماجی، سیاسی اور لسانی عوامل اور عناصر کا مطالعہ کیا جائے کہ ادب میں ایک وحدت اور اکائی کی خصوصیت نظر آئے اور ادبی تاریخ ان تمام خیالات و رجحانات، روایات، محرکات اور اثرات کی مکمل ترجمان ہو۔ڈاکٹر جمیل جالبی نے اپنے ادبی نظریہ میں سماجی، معاشرتی اور معاشی شعور کے ساتھ کلچر کو بھی شامل کیا ہے۔ وہ تحریر کرتے ہیں:

"اردو ادب کی تاریخ وہ آئینہ ہے جس میں ہم زبان اور اس زبان کے بولنے اور لکھنے والوں کی اجتماعی اور تہذیبی روح کا عکس دیکھ سکتے ہیں۔ ادب میں سارے فکری، تہذیبی، سیاسی، معاشرتی اور لسانی عوامل ایک دوسرے میں پیوست ہو کر ایک وحدت یا ایک اکائی بناتے ہیں اور تاریخ ادب ان سارے اثرات، روایات اور محرکات اور خیالات و رجحانات کا آئینہ دار ہوتی ہے۔" (۹)

آل احمد سرور نے ادبی تاریخ کے تصور اور نظریہ سے متعلق بیان کیا ہے کہ ادب کے مطالعہ میں زبان کی تمام خصوصیات کا جائزہ لیا جائے۔ علاوہ ازیں تاریخ اور تہذیب کے پیچ در پیچ گہرے رشتے کا علم ہو۔ ادب میں جمالیات فلسفے اور معنی و بیان واضح ہو۔ جس میں ادب تخلیق کیا گیا ہے اس کی ماخذ زبانوں کے ادب سے مجموعی طور پر شناسائی ہو۔ ان کے مطابق ادب کی تاریخ میں لسانی علم، تہذیب و سماج کا باہمی ربط اور ماخذ زبانوں کے ادب سے بھی واقفیت لازم ہے۔ پروفیسر آل احمد سرور "تاریخ علی گڑھ" کے مقدمے میں لکھتے ہیں:

"ادب کے اس مطالعے کے لیے زبان کی خصوصیات کے علم کے علاوہ تاریخ اور تہذیب کا گہرا شعور اور سماج کے پیچ در پیچ رشتے کا علم اور جمالیات فلسفے اور معانی و بیان کے ساتھ ان زبانوں کے ادب کا علم بھی ضروری ہے جن سے یہ زبان خاص طور پر متاثر ہوئی۔"(۱۰)

مظفر علی سید کے نظریہ کے مطابق ادبی تاریخ کی تحریر میں ادیبوں اور شعراء کرام کی جماعت کی اقدار اور ان میں ایک جیسے باہمی امتیازات کا جائزہ لیا جائے اور اس ماحول کو زیر بحث لایا جائے جس میں تخلیق کار کی جہد

مسلسل رہی ہوں اور ان جزوی معلومات کا کھوج لگایا جائے جو ادب اور ادبی، علمی جواز کا باعث بنے ہوں۔ مظفر علی سید نے تخلیق کاروں کی مشترکہ اقدار اور امتیازات کو ان کے ماحول کے مطابق بیان کرنے پر زور دیا ہے۔ مظفر علی سید کے مطابق ادبی تاریخ میں شعراء کی جماعت ان کی اقدار، امتیازات اور ماحول کو شامل کیا جانا چاہیے۔ وہ لکھتے ہیں:

"ادیبوں اور شاعروں کے گروہ، ان کی اقدار، مشترک اور باہمی امتیازات، ان کا ماحول اور اسی ماحول کے علی الرغم ان کی جدوجہد، تھوڑی بہت ضروری معلومات جنہیں احتیاط اور سلیقہ سے منتخب کیا گیا ہو، کسی تاریخ ادب سے یہ توقع رکھنا بے جا نہ ہوگا۔"(۱۱)

ڈاکٹر معین الدین عقیل کے خیال میں ادبی تاریخ کو وسیع معنوں میں دیکھا جائے۔ اسے کلی حیثیت دی جائے، اس کی تحدید وسیع تر تناظر میں بیان کی جائے، کیونکہ ان کے مطابق کوئی معاشرہ اور قوم مجرد نہیں رہتے، اس طرح ادب بھی ہمیشہ متحرک اور رواں دواں رہتا ہے۔ یعنی ادبی تخلیقات کو وسیع تر عالمی تناظر سے بیان کیا جائے یا حدود میں لکھا جائے البتہ ادبی تاریخ نویسی کلی حیثیت کی حامل ہو۔ وہ لکھتے ہیں:

"ادب کی تاریخ نویسی کو ایک کلی حیثیت دی جانی چاہیے وہ اپنی ہی حدود میں رہ کر لکھی جائے یا وسیع تر عالمی تناظر میں پہنچ کر لکھی جائے۔ کوئی معاشرہ، کوئی قوم مجرد نہیں رہتی، اس لیے کسی زبان کا ادب بھی مجرد نہیں ہوتا۔"(۱۲)

ڈاکٹر عامر سہیل نے ادبی تاریخ کے نظریہ کو ادب اور تخلیق کار کے نفسیاتی، سماجی اور تاریخی شعور سے وابستہ کیا ہے۔ ان کے نزدیک ادب کے عصری منظر نامہ اور اس میں تغیر و تبدل کے حدود و امکانات کا جائزہ لیا جائے۔ ادب کی اس ماہیت سے اس تعلق کو تلاش کیا جائے جو انسان، سماج اور کائنات میں ربط کا باعث ہو۔ اس طرح کے مطالعے سے قارئین کو یہ شعور حاصل ہو کہ انسان، سماج اور کائنات میں کتنا گہرا ربط اور تعلق ہے۔ ڈاکٹر سید عامر سہیل نے اپنے مقالہ میں ادبی تاریخ کا نظریہ یہ بیان کیا ہے:

"ادبی تاریخ نہ صرف مصنف کے بطن میں موجود معنی کی وحدتوں کا انکشاف کرتی ہے، بلکہ مصنف کی نفسیات، سماجی و تاریخی شعور، عصری منظر نامے اور اس میں ہونے والے تغیرات کی حدود و امکانات کا تعین بھی کرتی ہے، تاکہ ادب کی یہ ماہیت انسان، سماج اور کائنات سے اپنا تعلق استوار کرے۔"(۱۳)

ڈاکٹر تبسم کاشمیری جدید ادبی مؤرخ کے طور پر ابھرے ہیں۔ ان کے مطابق ادبی تاریخ کو ادبی مورخ کا وژن ادبی تاریخ بناتا ہے۔ ادبی تاریخ میں مورخ اساس اور بنیاد کا کردار ادا کرتا ہے۔ وہ ادبی مؤرخ کو تحقیقی و تنقیدی

شعور کا حامل ہونے کے ساتھ ساتھ بصیرت کا حامل ہونا بھی ضروری خیال کرتے ہیں اور وہ ادب سے متعلقہ دیگر علوم کو سماجی، سیاسی، معاشی، اخلاقی اور مذہبی پس منظر کو ادبی تاریخ کے لیے ضروری سمجھتے ہیں۔ ان کے نزدیک ادب اور ادبی دور کا تجزیہ و تبصرہ کرتے ہوئے اس دور کے سماجی علوم، اقتصادیات، دیومالائی فکر و نظر، سیاسی حالات و واقعات، تہذیبی، ثقافتی رسوم و رواجات، افکار و نظریات کی فلسفیانہ جہتوں اور نفسیاتی رویوں کا بھی جائزہ لیا جائے۔ ان تمام علوم کے دوران مطالعہ بنیادی اہمیت ادب کو ہی حاصل رہے۔ ادب پر ان عوامل اور محرکات کے ہونے والے اثرات کا بڑی عمیق اور گہرائی سے مطالعہ کی ضرورت ہوتی ہے، اس طرح ادبی تاریخ کے جامع اور وسیع تناظر کو بیان میں لایا جاسکتا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

> "جب ہم کسی خاص ادبی دور کا تجزیہ کریں گے تو یہ تجزیہ محض ادب کے شعبہ تک محدود نہیں رکھیں گے، بلکہ ہم اس دور کے سماجی علوم، اقتصادیات، دیومالا، سیاسی، تہذیبی، ثقافتی عوامل، فلسفہ اور نفسیات وغیرہ کی روشنی میں اس دور کا تجزیہ مکمل کریں گے۔ اس مطالعہ میں بنیادی اہمیت تو ادب کو ہی حاصل رہے گی، مگر ادب پر اثر انداز ہونے والے دیگر عوامل اور محرکات کا مطالعہ بھی ساتھ ساتھ کریں گے۔ اس طرح ہم ادبی تاریخ کو ایک وسیع تناظر میں دیکھ سکیں گے۔"(۱۴)

اردو کے نامور محقق، ادبی مؤرخ اور نقاد ڈاکٹر گیان چند ادبی تاریخ کے نظریات سے متعلق اپنا نقطہ نظر اس طرح واضح کرتے ہیں:

> "ادبی تاریخ کو سب سے پہلے تاریخ ہونا چاہیے، اس میں صحیح سنین دینے پر خاص توجہ کرنی چاہئے۔ کسی مصنف کا سنہ ولادت، سنہ وفات اور زندگی کے دوسرے اہم واقعات مثلاً ایک مقام سے دوسرے مقام پر ہجرت کے سال کی تاریخ دینی چاہیے"۔(۱۵)

ڈاکٹر گیان چند کے مطابق ادبی تاریخ میں ادیبوں اور شعراء کرام کے کلام اور فن پاروں کو ان کے عہد کے مطابق صحیح سنین کی نشاندہی کی جائے۔ مصنفین کی سنِ ولادت اور سنِ وفات کو تحقیقی نقطہ نظر سے بیان میں لایا جائے اور ان کی زندگی کے اہم واقعات جو ادب کے محرکات کا سبب بنے، ان کو بھی بیان کیا جائے۔ ادبی تاریخ کا یہ نظریہ محدود وسعت کا حامل ہے جو کہ ادبی تاریخ کو عمومی تاریخ سے آگے بڑھنے نہیں دیتا۔ ادبی تاریخ کسی ملک، قوم، تہذیب و تمدن اور ثقافت کی نمائندہ ہوتی ہے۔ ڈاکٹر گیان چند کا نظریہ ادبی تاریخ کی اس وسعت کا متحمل نہیں ہے۔ ایک اور مقام پر ڈاکٹر گیان چند ادبی تاریخ کے نظریہ کو اس طرح واضح کرتے ہیں:

"ادبی تاریخ کو نہ محض سوانحات کا مجموعہ ہونا چاہیے، نہ تنقیدی مضامین کا اور نہ اسے سماجی تاریخ ہی بن جانا چاہیے۔ اسے ادب کا تسلسل ارتقاء پیش کرنا ہے، جس میں غیر ادبی عوامل کی حیثیت ثانوی رہنی چاہیے"۔(۱۶)

یہاں ڈاکٹر گیان چند ادبی تاریخ میں صرف ادب کو سن وار تسلسل اور ربط کے ساتھ بیان کرنے کا نظریہ پیش کرتے ہیں، جو کہ صرف ایک عمومی تاریخ ہی میں ممکن ہے۔ ان کے نزدیک ادب میں سانحات غیر ادبی عوامل کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان سانحات پر ادبی نقطہ نظر سے تنقید غیر ادبی ہے اور ان تنقیدی مضامین سے ادبی تاریخ سماجی تاریخ بن جاتی ہے۔ ادبی تاریخ کا وژن اپنی وسعت میں جامعیت کا حامل ہوتا ہے، جس میں کسی ملک و قوم کی سرگزشت کی عکاسی ہوتی ہے۔ اس لحاظ سے ادبی تاریخ کسی قوم کی سیاسی، سماجی، اقتصادی، تہذیبی، تمدنی اور مذہبی حالات و واقعات کا مجموعہ ہوتی ہے، جو ادبی محرکات کا سبب ہوتے ہیں۔ شاہکار ادب کسی نہ کسی محرّک کی پیداوار ہوتا ہے، وہ سانحات کی صورت میں ہو، یا نظریات کے تغیر و تبدل کی شکل میں۔ اس لیے ادب میں ادبی محرّکات کو تنقیدی نقطہ نظر سے بیان میں لانا چاہیے جو ادب کی تخلیق کا سبب بنے۔ ادبی تاریخ ادبی اور غیر ادبی جزئیات اور عوامل کی تخلیق کا نام ہے، جس میں ادبی اور غیر ادبی احساسات و جذبات اور خیالات و نظریات کا کھوج لگا کر ادب کا محاسبہ اور محاکمہ بیان کیا جاتا ہے۔

اردو ادبی تاریخ کے متعدد نظریات کی روشنی میں یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ اردو ادب کی تاریخ کی اساس اور بنیاد مختلف خطوط پر استوار کی گئی ہے۔ ہر ادبی مؤرخ نے اپنے اپنے خیالات کے مطابق اردو ادبی تاریخ کو تحریر کیا ہے، یہی وجہ ہے کہ اردو ادبی تواریخ کی بنیاد مختلف عوامل کے پیش نظر پیش کی گئی ہے۔ جس کی وجہ سے اردو ادبی تاریخ کے معیار میں سقم اور کمزوری پائی جاتی ہے۔ تاہم چند ایک اردو ادبی تواریخ اپنے مقام و مرتبہ میں بلند حیثیت کی حامل ہیں۔ ان میں تاریخ ادب اردو از جمیل جالبی، تاریخ ادبیات پاکستان وہند پنجاب یونیورسٹی لاہور اور اردو ادب کی تاریخ از ڈاکٹر تبسم کاشمیری وغیرہ شامل ہیں۔

اردو زبان و ادب اپنی عمر کے اعتبار سے قدیم زبان و ادب نہیں، اسی لیے یہ ابھی تک اپنے ابتدائی اور ارتقائی سفر کی طرف گامزن ہے۔ ادبی مؤرخین نے اردو زبان و ادب کی ماخذ زبانوں سے بھی استفادہ نہیں کیا، اسی لئے اردو زبان و ادب کی اصل اور بنیاد سے متعلق مفید اور کارآمد بحث و تمحیص پر مبنی مقالات میں کمی ہے، جو کسی بھی علمی اور ادبی وسائل کا ذریعہ ہوتے ہیں۔ پاک وہند پر استعماری قوتوں کے زیر اثر اردو زبان و ادب متاثر ہوتی رہی ہے۔ ہر دور اور عہد میں نافذ کیا گیا طاقت ور سیاسی، سماجی اور تعلیمی نظم و ضبط اردو زبان و ادب کا حصہ بنا، جس سے اردو زبان و ادب میں متعدد اسکول، مختلف تحریکوں، رویوں اور اقدار نے جنم لیا، جو

اپنے اپنے فکر اور خیالات کو اردو زبان و ادب میں منتقل کرتے رہے۔ ان متفرق افکار نے اردو زبان کی ساخت اور ہیئت، معنی اور زبان و بیان میں واضح تبدیلیاں کیں۔ اب تک کی لکھی گئی ہر ادبی تاریخ میں اردو ادب کی تاریخ کا کسی نہ کسی حوالے سے کارآمد مواد موجود ہے، جس کی بنیاد پر ایک جامع ادبی تاریخ مرتّب کی جا سکتی ہے۔ ماخذات اردو ادب کو تحقیق اور تنقید کے اصولوں کے مطابق ضبط تحریر میں لاکر اردو ادب کی دنیا میں اردو ادبی تاریخ کا بہترین اضافہ کیا جا سکتا ہے، جو عالمی ادبی تناظر کے معیار اور مقام و مرتبہ کا باعث ہو سکتا ہے۔

حوالہ جات

۱۔ آزاد، محمد حسین، "آب حیات"، مرتبہ، ڈاکٹر تبسم کاشمیری، لاہور، سنگ میل پبلی کیشنز، ۱۹۷۰ء، صفحہ:۵

۲۔ سکسینہ، رام بابو، "تاریخ ادب اردو"، سیونتھ سکائی پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۱۴ء، صفحہ:۶

۳۔ عبدالقادر سروری، "اردو کی ادبی تاریخ"، حیدرآباد، نیشنل فائن پرنٹنگ پریس، ۱۹۵۸ء، صفحہ:۵

۴۔ علی جواد زیدی، "اردو ادب کی تاریخ"، مشمولہ، جامعہ، دہلی، ۱۹۶۶ء، صفحہ:۲۵۱

۵۔ محمد حسن، ڈاکٹر، "تاریخ ادب کے چند مسائل"، مشمولہ، "ادب لطیف"، لاہور، ۱۹۸۷ء، صفحہ:۶

۶۔ ڈاکٹر عبدالقیوم، "تنقیدی نقوش"، کراچی، مشتاق بک ڈپو، ۱۹۶۲ء، صفحہ:۱۳۶

۷۔ رضی عابدی، "اردو ادب کی تاریخ کیسے لکھی جائے"، مشمولہ، "ماہ نور"، لاہور، ۱۹۹۹ء، صفحہ:۲۱

۸۔ کلیم الدین احمد، "اردو تنقید پر ایک نظر"، لاہور، عشرت پبلشنگ ہاؤس، ۱۹۶۵ء، صفحہ:۲۱

۹۔ ڈاکٹر جمیل جالبی، "تاریخ ادب اردو"، جلد دوم، مجلس ترقی ادب، ۱۹۹۴ء، صفحہ:۱۲-۱۱

۱۰۔ آل احمد سرور، "علی گڑھ تاریخ ادب اردو"، مقدمہ، جلد اول، بحوالہ "اردو کی ادبی تاریخیں"، ڈاکٹر گیان چند، کراچی، انجمن ترقی اردو، ۲۰۱۵ء، صفحہ:۱۹

۱۱۔ مظفر علی سید، "تاریخ ادب کا مطالعہ"، مشمولہ، "صحیفہ"، لاہور، ۱۹۵۷ء، صفحہ:۲۱

۱۲۔ معین الدین عقیل، ڈاکٹر، "ادبی تاریخ نویسی، صورت حال اور تقاضے"، مشمولہ (ششماہی)، "بازیافت"، لاہور، پنجاب یونیورسٹی، شمارہ ۱۰، جنوری تا جون ۲۰۰۷ء، صفحہ:۲۴

۱۳۔ ڈاکٹر سید عامر سہیل، نسیم عباس احمر، "ادبی تاریخ کیا ہے"، مشمولہ، "ادبی تاریخ نویسی"، مرتبین، ڈاکٹر سید عامر سہیل، نسیم عباس احمر، لاہور، پاکستان رائٹرز کوآپریٹیو سوسائٹی، طبع دوم، ۲۰۱۵ء، صفحہ:۳۶۳

۱۴۔ ڈاکٹر تبسم کاشمیری، "اردو ادب کی تاریخ"، لاہور، سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۱۶ء، صفحہ:۱۰۹

۱۵۔ ڈاکٹر گیان چند جین، "اردو کی ادبی تاریخیں"، کراچی، انجمن ترقی اردو، ۲۰۱۵ء، صفحہ:۷۲

۱۶۔ ایضاً، صفحہ:۲۲

References in Roman Script:

1- Azad, Mohammad Hussain, "Aab-e-Hayat", Murttaba, Dr. Tabassum Kashmiri, Lahore, Sang-e-Meel Publications, 1970, page: 5.

2- Saxena, Ram Babu, "Tareekh-e-Adab Urdu", Seventh Sky Publications, Lahore, 2014, page: F.

3- Abdul Qadir Sarwari, "Urdu ki Adbi Tareekh", Hyderabad, National Fine Printing Press, 1958, page: 5.

4- Ali Jawad Zaidi, "Urdu Adab ki Tareekh", Mashmola, Jamia Delhi, 1966, Page: 251.

5- Muhammad Hassan, Dr, "Tareekh Adab ke Chand Masail", Mashmola, “Adab-e-Latif”, Lahore, 1987, page: 6.

6- Dr. Abdul Qayyum, "Tanqeedi Naqoosh", Karachi, Mushtaq Book Depot, 1962, page: 136.

7- Razi Abidi, "Urdu Adab ki Tareekh Kaise Likhi Jaye", Mashmola, "Mah-e-Noor", Lahore, 1999, page: 21.

8- Kaleem-ud-Din Ahmed, "Urdu tanqeed par aik nazar", Lahore, Eshrat Publishing House, 1965, Page: 21.

9- Dr. Jameel Jalbi, "Tareekh-e-Adab Urdu", Volume II, Majlis Taraqqi Adab, 1994, Pages: 11-12.

10- Aal-Ahmad Sarwar, "Aligarh Tareekh-e-Adab Urdu", Muqaddama, Volume I, Reference: "Urdu Adab ki Tareekhein", Dr. Gyan Chand, Karachi, Anjuman-e-Taraqqi Urdu, 2015, Page: 19.

11- Muzaffar Ali Syed, "Tareekh-e-Adab ka Mutalaya", Mashmola, "Sahifa", Lahore, 1958, page: 21.

12- Moeen-ud-din Aqeel, Dr, "Adbi Tareekh Naveesi, Surat-e-Haal aor Taqaze", Mashmola (Shishmahi), "Bazyaft", Lahore, Punjab University, Shamara No. 10, January to June 2007, page: 24.

13- Dr, Syed Amir Sohail, Naseem Abbas Ahmar, "Adbi Tareekh kia he", Mashmola, "Adbi Tareekh Naveesi", Compilers: Dr. Syed Amir Sohail, Naseem Abbas Ahmar, Lahore, Pakistan Writers Cooperative Society, Second Edition, 2015, page: 363.

14- Dr, Tabassum Kashmiri, "Urdu Adab ki Tareekh", Lahore, Sang-Meel Publications, 2016, Page: 109.
15- Dr, Gyan Chand Jeen, "Urdu ki Adbi Tareekhein", Karachi, Anjuman-e-Taraqqi-e-Urdu, 2015, page: 72.
16- Ibid, page: 22